23 ۔ سر میں سودا بھی نہیں، دل میں تمنا بھی نہیں

فراؔق گورکھپوری

شعر 1

سر میں سودا بھی نہیں، دل میں تمنا بھی نہیں
لیکن اس ترکِ محبت کا بھروسا بھی نہیں

مفہوم:

سر میں عشق کا زور نہیں دل میں خواہش نہیں لیکن معلوم نہیں ہم کب تک اس ترکِ محبت پر قائم رہیں گے۔

تشریح:

فراؔق گورکھپوری مشہور غزل گو شاعر تھے۔ غمِ دوراں، غمِ جاناں اور آفاقی موضوعات پر مبنی ان کے اشعار زندگی کی الجھنوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملات محبت کے عکاس بھی۔

زیرِ تشریح شعر میں فراؔق دلی الجھن کو اجاگر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ذہن میں عشق کا خبط اور محبت کی دھن کی لگن نہیں ہے اور دل میں پیار کی امنگ اور محبوب کی محبت کی خواہش موجود نہیں ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم تارکِ محبت ہو کر اس پر قائم بھی رہیں گے۔ دل کبھی ترک محبت کے بہانے مانگتا ہے اور پھر یہی دل کسی اور وقت پر ترک محبت کے ارادے کو ترک کر دیتا ہے اور جھٹلائے ہوئے سے ملنے کے بہانے مانگتا ہے۔ دل کا موسم پل بھر میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ جس کے بغیر جی نہ سکتا ہو اس کے بارے میں ہی نیتِ شوق بھر جاتی ہے۔ پھر کبھی اتنی گھٹن بڑھ جاتی ہے کہ دل تعلق دوبارہ استوار کرنا چاہتا ہے۔ شاعر فراؔق اسی کیفیت سے دوچار ہیں کہ محبوب کی بے اعتنائی اور بے رخی نے دل کو بیزار کر دیا۔ رسوائی اور بے چینی کے سوا کچھ نہ ملا۔ ہزاروں تمنائیں اپنی موت آپ مر گئیں اور ہزاروں خواب ریزہ ریزہ ہو گئے لیکن محبوب کے من میں ہم محبت کی جوت نہ جگا سکے۔

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا (مومؔن)

شاعر کہتا ہے کہ ہم ناکام و نامراد ٹھہرے، اپنی بدقسمتی پر آبدیدہ رہے اور بالآخر طے کر لیا کہ اب اس سے محبت نہیں کرنی۔ اب شاعر دل کی نازک کیفیت کو بیان کر رہا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے اس قول پر قائم بھی رہیں۔ ہماری کیفیت یوں بھی ہو سکتی ہے۔

اے دوست ہم نے ترکِ محبت کے باوجود
محسوس کی ہے تیری ضرورت کبھی کبھی (ناصر کاظؔمی)

الطاف حسین حالؔی نے اسی مفہوم کو اپنے خاص اسلوب میں کچھ یوں بیان کیا ہے۔

ہوتی نہیں قبول دعا ترکِ عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں (حالؔی)

شعر2

اک مدت سے تیری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے، ایسا بھی نہیں

مفہوم:

ایک مدت سے تیری یاد نہیں آئی لیکن ایسا نہیں کہ ہم نے تجھے بھلا دیا ہے۔

تشریح:

فراق گورکھپوری مشہور غزل گو شاعر تھے۔ غمِ دوراں، غمِ جاناں اور آفاقی موضوعات پر مبنی ان کے اشعار زندگی کی الجھنوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملات محبت کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں فراق نکتہ آفرینی سے اپنی دلی کیفیت عیاں کر رہے ہیں کہ امنگوں کا مرکز و محور محبوب جب دل میں بس جائے تو اس گھر کا ایسا مکیں بن جاتا ہے کہ یہاں سے جاتا نہیں۔ اگر بالفرض چلا جائے تو ہر کونے سے اس کی خوشبو اس کی یاد دلاتی ہے۔ فراق کہتے ہیں کہ اک عرصہ ہو گیا ہم نے تمہیں یاد نہیں کیا۔ جب کوئی محبت کی قدر نہ کرے تو اسے بھول جانا اچھا ہوتا ہے۔ ہم نے بھلانے کی کوشش کی اور تمہاری یاد اور خیال کی پناہ نہیں لی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم محبوب کو بھول گئے ہوں۔ محبوب کی یاد کا سہارا تو نہیں لیا لیکن محبوب کا نقش ضرور دل میں موجود رہا۔ یوں اسے یاد تو نہیں کرتے لیکن ہم اسے بھولے نہیں۔

نہیں آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

محبوب کی یاد سکون اور گل فشانی کا سبب ہے۔ خیال یار کی تو چادر اوڑھ کر لوگ کڑی دھوپ کا سفر کاٹتے ہیں۔ یہ تو ویرانوں میں بہار کی مانند ہے۔

لیکن اگر شاعر اسے یاد نہیں کرتا تو اس کا باعث وہ تلخی حالات ہیں جو محبوب کے پیدا کردہ ہیں، وہ محبت کا قدردان نہیں اور بے رخی و بے اعتنائی برتتا ہے۔ چنانچہ شاعر نے اسی لیے اس کی یادوں سے کبھی دل کو بے چین کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن یہ دل خانہ خراب چیز ہی ایسی ہے جسے اپنے اندر جگہ دے اسے بھولتا نہیں۔ اسی لیے شاعر کہتے ہیں کہ محبوب کے رویے کے سبب ہم اسے یاد نہیں کرتے لیکن اسے بھول گئے اور اس کی یاد نہ آتی ہو، کوئی کسک اس نے نہ پیدا کی ہو ایسی بھی بات نہیں۔ اسے یاد تو نہیں کیا لیکن وہ کمبخت بھولتا نہیں۔

باغوں میں پڑے جھولے
تم ہمیں بھول گئے، ہم تم کو نہیں بھولے

شعر کے حقیقی معنوں میں فراق نے کہا کہ ہم اپنے معبود کو بھولے نہیں۔ یہ روزمرہ کی مصروفیات ہیں اور انسانی لغزشیں ہیں جو ہم معبود کی طرف رجوع نہ کر سکے۔ اس کی عبادت و ریاضت میں مصروف نہ ہو سکے اور اسے یاد نہ کر سکے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم معبود کو بھول گئے ہوں اور اس پر اعتقاد کمزور پڑ گیا ہو اس کو نظرانداز کیا ہو۔ اس طوفانی دور میں گردش زمانہ کے سبب ہم دنیوی زندگی کے معاملات میں کھو ضرور گئے تھے لیکن خدا اب بھی ہمیں یاد ہے۔

گو حکم تیرے لاکھوں یاں ٹالتے رہے ہیں

لیکن ٹلانہ ہرگز دل سے خیال تیرا

شعر 3

یوں تو ہنگامے اٹھاتے نہیں دیوانہ عشق

مگر اے دوست، کچھ ایسوں کا ٹھکانا بھی نہیں

مفہوم:

یوں تو اہلِ عشق حدِ ادب میں رہتے ہیں اور ہنگامہ برپا نہیں کرتے لیکن جب ان کی راہ بند کی جائے تو کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

تشریح:

فراق گورکھپوری مشہور غزل گو شاعر تھے۔ غمِ دوراں، غمِ جاناں اور آفاقی موضوعات پر مبنی ان کے اشعار زندگی کی الجھنوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملات محبت کے عکاس بھی۔

زیرِ تشریح شعر میں فراق اہل عشق کی حالتِ جنوں کی نفسیات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عشق کے دیوانے ہنگامے برپا نہیں کرتے۔ جن کے دلوں میں سچا پیار موجود ہو وہ نہ تو رسوائی اور بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور نہ ہی حدود و قیود کو توڑتے ہیں لیکن میرے دوستو ایسے لوگوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ ان کی آشفتہ سری نہ جانے کیا کچھ کر کے رکھ دے۔ انہیں قید کریں یا پہرے بٹھائیں ان کے دل کا ہنگامہ اور ذہن کی طوفانی کیفیت کبھی درست نہیں ہوتی۔

زنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی

اب سنگ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا (میرؔ)

عشق بے انتہا لگن کا نام ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں سارے کارنامے ہی عشق کے مرہونِ منت ہیں۔ عشق کبھی آگ میں ابراہیم کی مانند بے خطر کود پڑتا ہے تو کبھی کوہکنی پر اتر آتا ہے۔ اہل عشق ہنگامہ پرور نہیں ہوتے۔ لیکن حالات انہیں اس رخ پہ لے آتے ہیں کہ وہ کوئی انوکھا قدم اٹھائیں یا کچھ منفرد کام کر جائیں جس سے معاشرے کے جامد پانی میں ہلچل پیدا ہو جائے۔ تلخیٔ حالات اور ظلمِ محبوب عشق کے دیوانوں کا شب و روز کا چین چھین لیتا ہے اور وہ دن رات آہ و فغاں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

شامِ الم ڈھلی اور چلی درد کی ہوا

رات کا پچھلا پہر ہے اور ہم ہیں دوستو (منیرؔ نیازی)

انسانی رویے خارجی حالات سے پیدا کردہ داخلی کیفیات سے عبارت ہوتے ہیں۔ ہر چند کہ اہلِ عشق صابر و شاکر ہوتے ہیں۔ وہ غمِ عشق اور غمِ زمانہ کو برداشت کرتے ہوئے غم کے سہنے میں بھی کیف محسوس کرتے ہیں۔ لیکن جب حالات برداشت سے باہر ہو جائیں، طوفان پیدا ہو جائیں جس سے دلِ عاشقاں میں تلاطم پیدا ہو جائے تو پھر یہ اہلِ عشق کچھ انوکھا کر سکتے ہیں۔

شعر 4

آج غفلت بھی ہے ان آنکھوں میں پہلے سے سوا
آج ہی خاطرِ بیمار شکیبا بھی نہیں

مفہوم:

آج ان کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ بے اعتنائی ہے۔ افسوس آج ہی اسے میرے صبر وقرار کا باعث نہیں بننا تھا۔

تشریح:

فراق گورکھپوری مشہور غزل گو شاعر تھے۔ غمِ دوراں، غمِ جاناں اور آفاقی موضوعات پر مبنی ان کے اشعار زندگی کی الجھنوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملات محبت کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں فراق کہتے ہیں کہ آج میرے محبوب کی آنکھوں میں غفلت، لاپرواہی اور بے رخی پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ یوں تو میرے محبوب نے کبھی توجہ بھری نظر سے میری طرف نہیں دیکھا۔ اس کے دل میں میرے لئے کوئی پیار کی لہر پیدا نہیں ہو سکی۔ وہ پہلے بھی بے رخی سے ہی پیش آتا تھا لیکن آج اس نے کمال کر دیا ہے، حد کر دی ہے۔ غفلت اور بے رخی اوجِ ثریا پر ہے۔ دوسری طرف میرا دل بھی آج زیادہ مضطرب ہے۔ پہلے یہ محبوب کے ناروا سلوک کو برداشت کر لیتا تھا آج اسے صبر نہیں آرہا۔ پہلے رو دو کے چپ ہو جاتا تھا۔ اچھے وقت کی امید میں صابر ہو جاتا تھا۔ دل یہ یقین رکھتا تھا کہ ایسی کوئی رات نہیں جس کی سحر نہ ہو اور پتھر پر بھی اگر پانی کے قطرے لگاتار پڑتے رہیں تو اس میں چھید کر دیتے ہیں۔ محبوب چاہے بلا کا غافل ہو کسی دن اس کے من میں میرا پیار ضرور کروٹ لے گا۔ لیکن آج ایک طرف تو دل پہلے ہی بے چین و بے قرار تھا دوسری طرف محبوب کا رویہ بھی زیادہ ہی غیر مناسب ہو گیا ہے اسی لیے اس بیمار اور پریشان دل کو قرار نہیں آرہا۔

شعر 5

رنگ وہ فصلِ خزاں میں ہے کہ جس سے بڑھ کر
شانِ رنگینی حسن چمن آرا بھی نہیں

مفہوم:

پت جھڑ کے موسم میں وہ رنگ و آہنگ ہے کہ موسم بہار کے گل و گلزار میں یہ شان پیدا نہیں ہو سکتی۔

تشریح:

فراق گورکھپوری مشہور غزل گو شاعر تھے۔ غمِ دوراں، غمِ جاناں اور آفاقی موضوعات پر مبنی ان کے اشعار زندگی کی الجھنوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملات محبت کے عکاس بھی۔

زیرِ تشریح شعر میں فراق گورکھپوری تمثیلی انداز میں اپنی پر درد زندگی پر قانع ہو کر کہتے ہیں کہ پت جھڑ کا موسم رنگ و بو اور ہریالی کا خاتم ہے۔ بہار کی رنگینیوں کے لیے موت ہے۔ لیکن فراق کہتے ہیں کہ موسم خزاں کے مظاہر میں وہ حسن اور سکون ہے جو رنگ و بو سے پُر نور چمنستان کی خوبصورتی میں بھی نہیں۔ جب حالات سنورنے اور دل کا باغ کھلنے کی آس ختم ہو جائے تو خوابِ بہار سے دل کو فریب نہیں دینا چاہیے کہ حقیقت پرستی کے خلاف ہے۔ اس طرح جب خوابوں سے نکل کر حقیقت پر نظر پڑتی ہے تو تکلیف سے دل و دماغ میں سوگ کا سماں ہوتا ہے۔ اس لیے تلخئ

حالات اور مشکل زندگی کی حقیقت کو قبول کر لینا چاہیے۔اس خرابے میں مطمئن ہو کر جو کیف ملتا ہے وہ خیالوں کی رنگین زندگی میں نہیں ملتا۔بقول ساحرؔ

ہم کو ان سستی خوشیوں کا لوبھ نہ دو
ہم نے سوچ سمجھ کر غم اپنایا ہے (ساحر لدھیانوی)

بہار آتی ہے تو رنگ و بو کا قافلہ اتر پڑتا ہے اور دل کے جذبات اس رومان انگیز موسم میں دو آتشہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب محبوب کی غفلت اور بے رخی اور غم زمانہ سے واسطہ پڑتا ہے تو یہی جذبات رقت انگیزی میں بدل جاتے ہیں۔یوں بہار کا موسم جو رومان انگیزی کا باعث بنا تھا اب الم انگیز ہو جاتا ہے بلکہ جب جب بہار کا موسم آتا ہے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے ہیں۔

مجھے شادابیٔ صحن چمن سے خوف آتا ہے
یہی وہ انداز تھے جن سے لٹی تھی زندگی میری

فراقؔ کہتے ہیں کہ اس لیے بہتر ہے انسان موسم خزاں اور اپنی درد بھری اجڑی زندگی پر قناعت کر لے۔ناکامیوں اور دکھوں کا کرب پھر بے چین نہیں کرے گا۔

تیسرے زاویے سے دیکھا جائے تو اداس لوگوں کو شام کا وقت، غروبِ آفتاب کا منظر، پت جھڑ کا موسم، پیلے پتے، ٹنڈ منڈ شاخیں، ویران راستے، تاریک راہیں، کمرے کی تنہائی، پُر درد شاعری اور کھنڈرات اور بے آباد پہاڑی علاقے بہت پسند آتے ہیں۔فراقؔ بھی غم عشق اور غم زمانہ کے ستائے ہوئے ہیں انہیں بھی اسی لیے پت جھڑ کے موسم کے مظاہر فصل بہار کی رنگینی سے زیادہ بھلے لگ رہے ہیں کہ وہ در حقیقت اندر سے اداس ہیں۔

چوتھا زاویہ یہ ہے کہ حق پرست لوگوں کو راہ راست میں مصائب کے پہاڑوں سے واسطہ پڑتا ہے۔لیکن اگر عزم راسخ ہو تو وہ گھبراتے نہیں۔بلکہ اپنے تلخ حالات کو زندگی کا حصہ سمجھتے ہیں اور مشکلات سے لڑتے رہتے ہیں۔اپنے غموں سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔فراقؔ نے بھی یہی کیا کہ دکھ اور غم کی حقیقت بھری زندگی کو قبول کر لیا ہے۔

شعر 6

بات یہ ہے کہ سکونِ دل وحشی کا مقام
کنج زنداں بھی نہیں وسعت صحرا بھی نہیں

مفہوم:

بے چین دل کا مقام نہ گوشہ تنہائی میں ہے اور نہ ہی وسعت صحرا میں ہے۔

تشریح:

فراقؔ گورکھپوری مشہور غزل گو شاعر تھے۔غمِ دوراں، غمِ جاناں اور آفاقی موضوعات پر مبنی ان کے اشعار زندگی کی الجھنوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملات محبت کے عکاس بھی۔

زیرِ تشریح شعر میں فراقؔ دل کی بے چینی کو کسی طور قرار نہ آنے کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بے چین دل کو سکون پذیر کرنے کے لئے عشاق کو مقید کر دیا جاتا ہے تو کبھی یہی عشاق صحراؤں کی خاک چھانتے ہیں اور قرار تلاش کرتے نظر آتے ہیں۔لیکن دراصل بات یہ ہے کہ بے قرار دل کی وحشت کو نہ تو قید خانے کی تنہائی، پابندی اور سختی سکون پذیر کر سکتی ہے اور نہ ریگستانوں کی تنہائی اور ویرانی اس وحشت کو ختم کر سکتی ہے۔حقیقت یہ

ہے کہ اندر کا موسم شدید خراب ہو تو دل میں وحشت و مجنونیت جنم لیتی ہے اور اسے قرار اس کی وجوہات ختم کرنے سے ہی آ سکتا ہے۔ اگر غم عشق ہو تو محبوب کا قرب، وصل اور اگر غم زمانہ ہو تو مسائل کا حل ہی تسکین دے سکتا ہے اور وحشت کو قرار میں بدل سکتا ہے۔

زنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی

شعر میں حقیقی مفہوم پیش کیا گیا ہے کہ سکون و قرار کی تلاش تو ہر شخص کو ہے لیکن اسے غیر موزوں جگہوں پر تلاش کیا جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی شے دائمی سکون سے بہرہ ور نہیں کر سکتی۔ اپنے معبود کا قرب، اس سے محبت، اسی کی خوشنودی کا حصول اور عبادت سے ہی حقیقی سکون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ حقیقی سکون نہ تو رہبانیت میں ہے کہ فقرِ خانقاہی اختیار کیا جائے اور نہ ہی جنگلوں، ریگزاروں کی تنہائی میں عبادت کرنے سے ملتا ہے۔

صرف ایک ہی طریقے سے ابدی سکون ممکن ہے کہ اصلی روح کے مطابق معبود کی تابع فرمانی کی جائے جس سے موجودہ زندگی بن سکے اور آنے والی زندگی سنور سکے۔ مذہبی پیشواؤں کی تعلیمات کا خلاصہ یہی ہے۔

شعر 7

ہم اسے منھ سے برا تو نہیں کہتے کہ فراقؔ

دوست تیرا ہے، مگر آدمی اچھا بھی نہیں

مفہوم:

فراقؔ! ہم اسے منہ سے برا نہیں کہتے کہ وہ تیرا دوست ہے لیکن وہ آدمی اچھا نہیں۔

تشریح:

فراقؔ گورکھپوری مشہور غزل گو شاعر تھے۔ غمِ دوراں، غمِ جاناں اور آفاقی موضوعات پر مبنی ان کے اشعار زندگی کی الجھنوں کے ترجمان بھی ہیں اور معاملات محبت کے عکاس بھی۔

ہم فراقؔ کو دل سے اچھا نہیں سمجھتے لیکن اسے منہ سے برا نہیں کہہ سکتے کیوں کہ اے محبوب وہ تیرا دوست ہے اور تجھ سے وابستہ ہر چیز تحسین آمیز ہے۔ فراقؔ نے اس شعر میں محبوب کی قدر و قیمت اور اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ وہ عام اشیاء جو محبوب سے متعلقہ ہوں خاص ہو جاتی ہیں۔ پری وش سے محبت کر کے گمنام فرد مشہور عاشق زار بن جاتا ہے۔ جب محبت خالص ہو تو محبوب اور اُس سے وابستہ فرد و اشیا محترم ہو جاتی ہیں۔ ان کے نقائص محسوس نہیں ہوتے۔ شاعر فراقؔ یہی نکتہ بیان کر رہے ہیں کہ فراقؔ بندہ بشر ہے، خطا کا پُتلا، عاشق زار ہے اور خامیوں کا منبع ہے لیکن ہم اسے منہ سے برا نہیں کہہ سکتے کیونکہ تمہارا دوست ہے تمہارا چاہنے والا ہے اور تم اس کی پہچان ہو۔

اس شعر میں حقیقی مفہوم بھی پیش کیا گیا ہے کہ فراقؔ بندہ ہو کر بندگی سے غافل ہے اس لیے اچھا بندہ نہیں۔ لیکن ہم اسے منہ سے برا نہیں کہتے کیونکہ آخر وہ اے معبود تیرا بندہ ہے تیرا چاہنے والا ہے۔ تجھ سے دوستی کے سبب ہماری زبانیں بند ہیں کہ جب تجھ سے نسبت ہے تو ہمیں کچھ کہنے کا حق نہیں۔ اس لیے ہم اسے منہ سے برا نہیں کہتے۔